باہتمام
طلبۂ الجامعۃ الرضویہ کلیان
بموقع جشن دستار بندی بتاریخ ۲۶/ جولائی ۲۰۱۱ء بروز پیر

نماز

اہل ایمان کی معراج

- انسانی زندگی اور آفتاب
- عبادت تجارت نہیں
- طہارت ظاہری اور باطنی
- گناہ نجاست و غلاظت ہے

مفتی حسن منظر قدیری

ناشر
غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضان رضا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز

اہل ایمان کی معراج

محقق عصر حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری

شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ کلیان مہاراشٹر

غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضان رضا

الجامعۃ الرضویہ کلیان مہاراشٹرا

۷۸۶/۹۲

نام کتاب .... نماز اہل ایمان کی معراج

تصنیف .... محقق عصر علامہ مفتی حسن منظر قدیری

کمپیوزنگ وڈیزائنگ .... محمد شمشاد احمد رضوی

کمپیوزنگ .... رضوی کمپیوٹر سینٹر الجامعۃ الرضویہ کلیان

طباعت .... برڈی اقصیٰ پرنٹرس، کلیان (ویسٹ) فون 2201009

اشاعت ....

ناشر........................ انجمن فیضان رضا (متعلقہ)

الجامعۃ الرضویہ ومدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ بیل بازار ولی پیر روڈ کلیان

قیمت ....

ملنے کا پتہ

مکتبۂ نوری میمن مسجد ولی پیر روڈ کلیان...

الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان........... 9322329875

مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ کلیان............ 9323737659

انجمن فیضان رضا کلیان................ 9321007827

دار النور شرفیہ خانقاہ گانگی بہادر گنج کشن گنج بہار

تقریظ

کنزالدقائق حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری صاحب مدظلہ العالی جو اس وقت الجامعۃ الرضویہ کلیان میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ایک قد آور علمی شخصیت ہیں جو جملہ علوم وفنون پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔ فقہی بصیرت، علمی گہرائی اور فن پر عبور رکھنے کے ساتھ فن شاعری پر بھی مہارت رکھتے ہیں۔ اردو زبان وادب سے صرف آشنا ہی نہیں اس پر نقد ونظر کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں اور مستزاد یہ کہ ارباب تصنیف میں سے ہیں ان کے کئی رسالے اور کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور عنقریب امام احمد رضا قدس سرہ کے ''حدائق بخشش'' کے فکروفن کے تعلق سے ان کی کتاب ''شخص وعکس'' طباعت سے آراستہ ہوا جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب ''نماز اہل ایمان کی معراج'' ان کا شاہکار قلم ہے۔ نماز

کے موضوع پر سیکڑوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو عموماً نماز کے مسائل پر مشتمل ہیں مگر یہ کتاب اپنی نوعیت کی شاید پہلی کتاب ہے جس میں طہارت پر فلسفیانہ انداز اختیار کیا گیا ہے اور اس کی حکمتیں پیش کی گئی ہیں۔

نماز ایک مقدس تحفہ ہے جس کو سیاح افلاک، صاحب لولاک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں ملا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں روح نماز ہیں قیام سے لیکر سلام تک تکبیر، حمد و ثنا، قرأت، رکوع و سجود ان کی تسبیحات اور تشہد و سلام ہر چیز کو ایک فلسفیانہ انداز میں دکھایا گیا ہے۔

غرض کہ یہ کتاب حسن بیان اور فلسفیانہ رنگ کے اعتبار سے ایک خوبصورت تحفہ ہے جسے پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ نماز واقعی اہل ایمان کی معراج ہے اور ہم دیدار خداوندی سے سرشار ہو رہے ہیں اور قلبی سرور حاصل ہو رہا ہے۔ لیجئے کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے ہمیں اور اس کے مصنف کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

طالب دعا

محمد مسعود رضا قادری

مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاجدار دو عالم، سیاح لامکاں کو رب قدیر نے معراج عطا فرمائی۔ یہ کائنات انسانی کا محیر العقول واقعہ ہے کہ آپ نے پل بھر میں فرش زمیں سے عرش بریں کی سیر فرمائی۔

اس سفر معراج میں بہت سے مناظر آپ کی نگاہوں سے گذرے اور بیشمار چیزوں کا آپ نے مشاہدہ فرمایا۔ مسجد اقصیٰ میں پیغمبروں کی امامت فرمائی، آسمانوں پر قدسیوں کو تسبیح وتہلیل میں دیکھا، کچھ فرشتے حالت قیام میں ہیں، کچھ ملائک حالت رکوع میں اور کچھ نوری اجسام کو سجدہ ریز ہوتے دیکھا ۔مختلف آسمانوں کی بلندیوں پر انواع واقسام کی چیزیں آپ کی نظروں سے گذریں اور آپ اپنی منزل مقصود کی جانب بڑھتے رہے۔ سدرہ میں روح الامین کے باز و تھک گئے اور آگے بڑھنے سے معذرت ظاہر کی۔ پھرا کیلے ہی جلوؤں کے ہجوم میں عرش بریں اور لامکاں تک پہونچے، رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور نماز کا تحفہ ملا۔

اس تحفۂ آسمانی میں فرشتوں کی تسبیح ،قدسیوں کی تقدیس اور ملائکہ کی تحمید کی مختلف حالت وکیفیت محسوس کی جاسکتی ہے جس میں جسمانی ورزش بھی ہے اور روحانی سرور بھی اور صاحب معراج کی ادا بھی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر معراج سے واپس آئے تو اپنی امت مسلمہ کے لئے بھی بشارت معراج لائے ''نماز اہل ایمان کی معراج'' سفر نماز ہم چند لمحوں میں طے کر لیتے ہیں۔اس سفر میں بھی قیام سے سلام تک ہم چند مناظر سے گذرتے ہیں۔

انسانی زندگی اور آفتاب

طلوع آفتاب سے نصف النہار تک گویا انسان کی پیدائش، نشوونما اور جوانی ہے جب سورج ڈھلتا ہے تو انسان کی ڈھلتی جوانی اور قریب غروب اس کے بڑھاپے کی نشانی، سورج کا ڈوبنا گویا اس کی موت اور شفق کی سرخی کا زوال گویا اس کی فنا ہے۔

انسان اپنے عمر کی مختلف منزلیں طے کرتا ہے تو سورج بھی اپنے سفر میں اپنے نورانی پیکر کو مختلف انداز میں پیش کرتا ہے۔قریب طلوع انسان کی ڈھلتی ہوئی جوانی، کے مشابہ ہے۔اس میں نماز ظہر، قریب غروب بڑھاپے کی مانند ہے اس میں نماز عصر، غروب مثل زمانۂ موت کے ہے اس میں نماز مغرب اور شفق کا ڈوبنا گویا اس کی فنا ہے اس میں نماز عشاء ہے۔

طلوع فجر ایک نعمت خداوندی ہے انسان کی نینداس کی موت کی طرح ہے اب اسے ایک تازہ زندگی حاصل ہوئی اور رات کی اندھیری سے نجات ملی اس کے شکر میں نماز فجر ہے، سورج ڈھلتا ہے تو گویا رکوع میں ہے انسان کو بھی اپنے رب کے حضور سر جھکانا چاہیئے یہ ظہر کی نماز ہے پھر سورج گویا سجدہ کی طرف مائل ہوتا ہے انسان کو رب ذوالجلال کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا چاہیئے یہ نماز عصر ہے، سورج

ڈوب جانے کے بعد اللہ کی عظیم نشانی رات کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اس کے شکر میں نماز مغرب ہے رات جب تاریک ہوگئی اور انسان کو دن بھر کی مشقت سے فراغت ملی اور آرام میسر ہوا تو اس کی شکر گزاری میں نماز عشاء ہے۔

انبیائے کرام کی یادگار

یہ نمازیں انبیائے کرام کی یادگار ہیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام جب خلد بریں سے دنیا میں تشریف لائے تو ان پر دنیا تاریک اور تاریکی بھی ناگاہ صبح روشن ہوئی تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اس چیز کے شکر میں کہ اندھیری سے نجات ملی اور دن کی روشنی میسر ہوئی یہی دو رکعت نماز ہم پر فرض ہوئی تا کہ گناہ کی تاریکی زائل ہو اور انوار طاعت حاصل ہوں۔

خداوند قدوس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے نجات دی رب کے خلیل نے چار رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت فرزند کی رہائی، دوسری فدیہ پانے کی، تیسری خدا کے راضی رہنے اور چوتھی فرزند کے صبر شکر میں۔ ہمیں بھی حکم ہوا کہ بعد زوال چار رکعت نماز ادا کریں خدا نے ذبح نفس پر قدرت بخشی جس طرح انہیں ذبح ولد پر توفیق دی ہمیں بھی ان کی طرح غم سے نجات عطا فرمائی، ہم کو دوزخ سے آزاد کیا جیسے انہیں فدیہ دیا، ہم سے راضی ہوا جیسے اپنے خلیل سے راضی ہوا۔

وقت عصر حضرت یونس علیہ السلام نے چار تاریکیوں سے نجات پائی۔ لغزش کی تاریکی، رات کی تاریکی، پانی کی تاریکی اور شکم ماہی کی تاریکی اس کے شکر

میں یہ چار رکعت نماز پڑھی اور یہ چار رکعت نماز ہم پر فرض ہوئی اور ہمیں بھی چار تاریکیوں سے نجات ملی گناہ کی تاریکی، قبر کی تاریکی، محشر کی تاریکی اور دوزخ کی تاریکی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غروب آفتاب کے بعد تین رکعت نماز پڑھی دو رکعت اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری الوہیت کو خدا کے واسطے ثابت کرنے کے شکر میں۔ ہمیں بھی حکم ہوا کہ اس وقت تین رکعت نماز پڑھیں تاکہ حساب محشر سہل ہو، دوزخ کی آگ سے نجات ملے اور خوف قیامت سے امن حاصل ہو۔

نماز عشاء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی راہ گم ہوئی پھر دکھائی دی عورت کے غم سے نجات پائی حضرت ہارون علیہ السلام کو وزارت عنایت ہوئی اور خوف دشمن، وعدہ الٰہی کے سبب دور ہوا یہ چار رکعت ہم پر مقرر ہوئی کہ خدا نے راہ دکھائی، غم سے رہائی بخشی، جوار انبیاء سے مشرف فرمایا اور دشمنوں پر غلبہ کا وعدہ فرمایا۔

عبادت تجارت نہیں

امام شمس الدین فرماتے ہیں کہ بندہ کا اپنے مولیٰ کے کام میں اجرت پر نظر رکھنا محض بیکار ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں اجرت کا مستحق نہیں۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ بندہ اپنے عمل میں اجرت کا مستحق نہیں کہ نقطۂ وجود سے آخری سانس تک نعمت الٰہی اس کی پوری زندگی عبادت میں صرف کافی ہونا ہی نہیں بلکہ عبادت کے مقابلہ میں نعمت خداوندی بڑھ جاتی ہے گویا وہ ایسا

مزدور ہے جو اپنی مزدوری پہلے ہی لے چکا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں جس کی عبادت بہشت کے لئے ہے وہ گرفتار فرج وشکم ہے اور جو خوف دوزخ سے عبادت کرتا ہے وہ ایسا غلام ہے جو مار پیٹ کے ڈر سے اپنے مولیٰ کی خدمت کرتا ہے۔

جماعت کے فوائد

جماعت واجب ہے لیکن اس کی مشروعیت میں یہ حکمت بھی ہے کہ جماعت گویا معجون مرکب ہے مفرد الگ الگ جڑی بوٹی سے وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جو کہ مرکبات سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی نماز یکساں نہیں کسی میں خشوع وخضوع کی کمی تو کسی کی رکوع صحیح نہیں تو کسی کا سجدہ درست نہیں اور جماعت میں کوئی ایسا بندہ بھی ہوتا ہے جس کی نماز کامل ہوتی ہے تو جب سب کی نمازیں ایک ساتھ بارگاہ خداوندی میں پہونچتی ہیں تو اس کی بارگاہ کریم میں ایسا قانون نہیں کہ اچھی نمازوں کو وہ شرف قبولیت بخشے اور ناقص نمازوں کو رد کردے وہ بڑا رحیم وکریم ہے وہ سب کی نمازوں کو قبول فرمالیتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے درمیان جذبۂ الفت فروغ پاتا ہے کہ پاس پڑوس میں رہنے والے آپس میں پانچ بار ملاقات کرتے ہیں نیز نفس پر تنہا عبادت کرنا شاق گذرتا ہے جس کام میں اوروں کو دیکھتا ہے رغبت ونشاط کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ”اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے“

اور یہی کمال عبادت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تنہا نماز سے جماعت کی نماز ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ خدا کو جماعت، جمعیت اور اجتماع بے حد پسند ہے اور مسلمانوں کا اجتماع ہزاروں برکات کا سبب ہے جاہل عالموں سے مسائل سیکھتے ہیں ان کی نمازیں دیکھ کر اپنی ادا کے نماز کا طریقہ جان لیتے ہیں۔

اہل محلہ پانچ بار مسجد محلہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنی پیشانیوں کو بارگاہ الٰہی میں جھکاتے ہیں اور اہل شہر نماز جمعہ کیلئے ہفتہ میں ایک بار حاضری دیتے ہیں اور شہر و مضافات شہر کے مسلمان عموماً سال میں دو بار عیدین کی نماز ادا کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں اور ساری دنیا کے اہل استطاعت عمر میں ایک بار فریضۂ حج ادا کرنے کیلئے مکہ معظّمہ جمع ہوتے ہیں۔

طہارت

طہارت نماز کیلئے شرط ہے کیونکہ یہ ساری عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ روزہ اور زکوٰۃ تو بے طہارت ہوسکتی ہے مگر نماز کیلئے شرع اقدس نے طہارت شرط رکھی ہے۔

ہر انسان صفائی، پاکیزگی اور طہارت چاہتا ہے اور انسان کا ایک فطری تقاضا ہے۔ گندگی و غلاظت سے ہر شخص کو نفرت ہے کوئی بھی ان میں رہنا پسند نہیں کرتا جب ہم ماحول کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ لوگ اسپتالوں، دواخانوں، گھروں، کپڑوں اور برتنوں کو پاک صاف رکھنے کی کوشش کرتے ہیں گویا صفائی اور پاکیزگی کا یہ تصور بہت قدیم ہے دنیا نے آج اس کی

اہمیت کو سمجھا مگر رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدیاں پیشتر اہل ایمان کو طہارت کا یہ مزاج دیا تھا اور فرمایا تھا ''طہارت نصف ایمان ہے''۔

طہارت کا یہ بلند تصور دنیا کے کسی مکتبۂ خیال اور کسی مذہب میں نہیں ہے جیسا کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے سامنے رکھا ہے۔ معاشرتی زندگی کی اک اک شی میں طہارت و پاکیزگی کا پیغام نمایاں ہے اور ہر مسلمان اس پیغام کا مخاطب ہے۔

اس طہارت کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب اہل ایمان پانچ وقت کی نمازوں میں اپنی جبین نیاز خم کرنے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ نماز چونکہ ساری اسلامی عبادتوں میں سب سے زیادہ اہم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے سجدۂ عبودیت پیش کرنے سے پہلے نہ صرف بدن کی طہارت بلکہ کپڑے اور مکان کی طہارت بھی لازم ہو جاتی ہے۔

پیشاب، پائخانہ یا بدن سے خون، پیپ خارج ہو کر بہ جائے کیونکہ یہ دیکھی جانے والی نجاست ہے لہٰذا جہاں نجاست لگی ہو اسے دھونے کا حکم ہے کہ نجاست حقیقی ہے مگر ایک نادیدہ نجاست بھی اس کے جسم میں سرایت کر گئی ہے جسے نجاست حکمی کہتے ہیں لہٰذا اگر وہ شخص باوضو تھا تو اس کی طہارت زائل ہو گئی وہ پھر سے وضو کر کے نماز ادا کرے یوں تو بظاہر نجاست سمجھ میں نہیں آتی مگر شریعت باور کراتی ہے کہ بدن ناپاک ہو گیا پھر سے اسے پاک کرے۔

اگر کوئی شخص بیوی سے مباشرت کرے یا اسے احتلام ہو اور منی خارج

ہوجائے تو اس پر غسل واجب ہے اس کے بغیر اس کا جسم پاک نہ ہوگا۔ یہاں پر یہ خلجان پیدا ہوسکتا ہے کہ پیشاب بھی نجس اور منی بھی ناپاک اور یہ دونوں چیزیں ایک ہی مخصوص عضو سے نکلتی ہیں تو پھر ایسا حکم کیوں ہے کہ پیشاب نکلے تو مخصوص اعضا یعنی منہ، ہاتھ اور چہرہ دھونے اور سر کا مسح کرنے سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے اور اگر منی خارج ہو تو پورے جسم کا دھونا واجب کیوں ہے؟

آخر یہ فرق امتیاز کیسا؟

اگر ہم اس حقیقت پر غور کریں تو اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ دین آسانی کا نام ہے سختی کا نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا رحیم وکریم ہے وہ اپنے بندوں کے حالات خوب جانتا ہے۔

دراصل منی کا خروج یا احتلام میں تکرار نہیں ہے یہ کبھی کبھار کا معاملہ ہے دن رات کا مسئلہ نہیں اس کے برعکس بول وبراز کی روز وشب تکرار ہے۔ بار بار اس کی تکرار ہوتی ہے انسان کتنی بار غسل کر کے طہارت حاصل کریگا اسلئے اس میں اقتصار ہے کہ صرف وضو کرے تو طہارت حاصل ہوجائے گی اگر یہ اقتصار نہ ہوتا تو بندہ بڑی مشقت میں مبتلا ہوجاتا اور بڑا حرج واقع ہوتا۔

مثال کے طور پر حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن ہے اس حالت میں نماز معاف ہے ورنہ اس پر پچاس وقت کی نمازوں کی قضا ہوتی یہ قضا اس کی مشقت بن جاتی اور عورت اس کی متحمل نہیں کہ وقتی نمازوں کے ساتھ بعد طہارت اتنی نمازوں کی قضا کرے۔

بہر حال پیشاب، پائخانہ روز و شب کا معاملہ ہے، تکرار ہے اس لئے اس میں اقتصار ہے اور خروج منی یا احتلام میں تکرار نہیں یہ شب و روز کا مسئلہ نہیں اس لئے اس میں غسل واجب ہے۔

اور جب انسان پر موت طاری ہو جاتی ہے تو اب اسے غسل دینا فرض ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ ناپاک ہے" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان موت سے نجس نہیں ہوتا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب بول و براز کا احتمال نہیں رہا لہذا اسے غسل دینا فرض ہو گیا۔

طہارت ظاہری اور باطنی

وضو سے طہارت ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے اور باطنی بھی، انسانی بدن میں جن اعضاء کو دھونے اور مسح کرنے کا حکم دیا ہے وہ مخالفت میں سب سے زیادہ آگے ہیں تو گویا ان اعضا کے دھونے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ نمازی سب سے پہلے ان اعضا کو دھو کر ظاہری طہارت حاصل کرے اور ان اعضا سے جو کثیر گناہ صادر ہوئے ہیں توبہ کر کے ان سے طہارت باطنی حاصل کرے اور ان اعضا کی پاکی میں جو ترتیب ہے وہ مخالفت میں جلدی حرکت کرنے پر ہے لہذا نمازی کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ ان اعضا کو دھو کر طہارت حاصل کرلے۔

پانی میں قدرتی طور پر تین اوصاف ہیں۔ رنگ، بو اور مزہ اور ان تینوں اوصاف کو پرکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین متبادل اعضا عطا فرمائے ہیں ۔ناک، آنکھ اور زبان، انسان اپنی آنکھوں سے اس کا رنگ دیکھے، ناک سے پانی

کی بو محسوس کرے اور زبان سے پانی کا مزہ چکھے۔ خداوند قدوس نے سب سے پہلے چہرہ دھونے کا حکم فرمایا۔ اور چہرہ میں یہ تینوں اعضاء موجود ہیں۔

وضو کرنے والا، دھونے کی ابتداء منہ سے کرتا ہے اس لئے کہ زبان سارے اعضاء میں سب سے زیادہ تیز اور مخالفت میں سب سے زیادہ حرکت کرتی ہے کیونکہ اس سے کفر وشرک، غیبت وچغل خوری اور بُری باتیں صادر ہوتی ہیں اور یہ آفات لسان سے بھی ہے تو منہ کے دھونے میں انسان یاد کرتا ہے کہ یہ ظاہری طہارت ہے وہ اللہ سے توبہ کرتا ہے کہ جو کچھ زبان نے غلط استعمال کیا اسے ختم کرتا ہے اور باطنی طہارت حاصل کرتا ہے کہ یہی مقصود اصلی ہے۔

پھر ناک میں پانی ڈال کر وہ یاد کرتا ہے کہ اس نے جو غلط چیز سونگھی اور آنکھوں سے جن غلط چیزوں کو دیکھا جن پر نظر کرنا حرام تھا ان ساری چیزوں سے وہ توبہ کرتا ہے۔

اس کے بعد پھر دونوں ہاتھوں کو دھونے کا حکم ہے کیونکہ جب زبان نے کلام کیا اور آنکھوں نے دیکھا تو ہاتھ اسے چھونے کو تیار ہو جاتے ہیں تو ان کی طہارت پر آتا ہے اور پہلے ان کی باطنی طہارت ہے کہ ہاتھوں نے جن چیزوں پر غلط جرأت کی ان سے توبہ کرتا ہے۔

پھر سر کے مسح کا حکم دیا دھونے کا نہیں کیونکہ ہر بار وضو میں سر دھونے کی دشواری ہے خاص کر خواتین اسلام کیلئے سخت مشکل ہے کہ ہر بار دھوئیں اور پھر بالوں کو سکھائیں، نیز بذات خود سر سے مخالفت نہیں ہوتی البتہ جن اعضاء سے گناہ

صادر ہوتے ہیں ان کا وہ محل ہے یعنی زبان وچشم کا لہٰذا دھونے یا نہ دھونے کے درمیان مسح کا حکم رکھا۔

یہی بات گردن کے مسح میں بھی کہی جاسکتی ہے پھر اس کے بعد دونوں پاؤں دھونے کا حکم ہوا کیونکہ آنکھوں نے دیکھا زبان نے تکلم کیا ہاتھوں نے حرکت کی کانوں نے سنا تو پھر پاؤں چل پڑے تو یہ گویا کہ مخالفت میں سب سے آخر ہے اسی لئے انہیں آخر میں دھونے کا حکم ہوا تو بندہ یاد کرتا ہے یہ پاؤں جو مخالفت میں اُٹھے اور گناہ کئے وہ توبہ کرتا ہے اور طہارت باطنی حاصل کرتا ہے۔

ہر عضو کو ایک ایک بار دھونا فرض ہے اور تین تین بار دھونا سنت رسول ہے گویا اس میں حکیم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ایک حکمت کی طرف اشارہ ہے۔

دراصل ارکان توبہ تین ہیں گناہ پر ندامت، گناہ سے توبہ اور آئندہ نہ کرنے کا عزم گویا تین کے مقابل تین تین رکھا طہارت باطنی کے لحاظ سے پہلی بار دھونے میں گناہ پر ندامت، دوسری بار دھونے میں گناہ پر توبہ اور تیسری بار دھونے میں گناہ نہ کرنے کا عزم۔

پھر وضو کرنے والا اپنے وضو سے فارغ ہو کر اور توبہ کے ذریعہ اپنی باطنی طہارت حاصل کرنے کے بعد کہتا ہے ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ'' ....

تیمم

پھر پانی دستیاب نہ ہو تو شرع اقدس نے اس کا بدل تیمّم رکھا اور پاک مٹی سے

دونوں ہاتھوں اور چہروں کا مسح کرنا فرض قرار دیا۔ یہ دونوں انسان کے دوسرے اعضاء کے بالمقابل وہ اعضاء ہیں جن کو انسان زیادہ پاک وصاف رکھنا چاہتا ہے۔

یہ مسح نفس پر بڑا شاق گذرتا ہے کیونکہ انسانی فطرت کے یہ خلاف ہے کہ وہ اپنے دست ورخسار کو مٹی سے آلودہ کرے مگر بندہ کے لئے یہ ایک اشارہ ہے کہ ارکان توبہ جب اس پر دشوار ہوگئے تو کم سے کم ذلت وخواری کا مجسمہ بن جائے اور گناہ دیکھنے اور کرنے سے توبہ کرے اور یہ باری تعالیٰ سے معافی کا سبب ہو جائے۔

گناہ نجاست و غلاظت ہے

اسلام دین حق ہے اور اس میں حکمت وحقیقت دونوں کی جلوہ گری ہے بھلے ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ سرکار دوعالم، حکیم کائنات ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارے برتنوں میں (جن میں رقیق اشیاء ہوں) اگر مکھی گر جائے تو اسے ڈبو کر پھینک دو کیونکہ مکھی کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے اور وہ بیمار بازو کو پہلے ڈالتی ہے لہٰذا اسے ڈبو کر پھینک دو تاکہ بیماری کے ساتھ شفا بھی حاصل ہو جائے۔

مکھیوں کے بارے میں یہ عام رائے ہے کہ وہ گندگی جگہوں میں بیٹھتی ہیں اور پورے ماحول انسانی میں بیماری کے جراثیم پھیلاتی ہے ان سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور انسانی صحت پر غلط اثر پڑتا ہے۔ یہ مکھیوں کے بارے میں حفظان صحت کا عام تصور ہے۔ فرمان رسول ﷺ کے مطابق کیا آج تک مکھیوں کے بازو کی جانچ ہوئی؟

شہد کی مکھی میں ایک حیرت انگیز حکمت پنہاں ہے۔اس کے منہ میں شہد کی بوند جسے قرآن نے شفا قرار دیا ہے اور اس کی دم میں زہر، ایک شہد کی مکھی میں زہر و شفا دونوں یہ عجب حکمت بالغہ ہے۔

جس پانی سے ہم وضو کرتے ہیں اور اس سے ہمیں طہارت ہی مقصود ہے اگر وضو کرتے وقت زمین پر گرنے سے پہلے اس استعمال کردہ پانی کو محفوظ کرلیا جائے تو حکم شرع ہے کہ اس پانی سے دوبارہ طہارت نہیں ہوسکتی۔ وہ پانی پاک تو ہے مگر اس میں پاک کرنے کی صلاحیت نہیں جبکہ اس پانی کے رنگ و بو اور مزہ میں کوئی فرق نہ آیا.... اس کی وجہ ملاحظہ فرمایئے

مشکوۃ شریف میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے اور اپنے چہرہ کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا اس کے آخری قطرہ کے ساتھ وہ تمام گناہ دھل جاتے ہیں جس کا ارتکاب آنکھوں نے کیا تھا اور جب کہنیوں کو پانی سے دھوتا ہے تو پانی کے آخری قطرہ تک وہ تمام گناہ دھل جاتے ہیں جو ہاتھوں سے صادر ہوئے تھے اور جب سروں کو دھوتا ہے تو اس پانی سے وہ سارے گناہ دھل جاتے ہیں جنکا ارتکاب کرنے کیلئے وہ پاؤں سے چلا تھا اب وضو سے فارغ ہوکر گناہ سے پاک ہوجاتا ہے۔

اس حدیث پاک سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ وضو کے پانی سے گناہ دھلتے ہیں اور پانی میں ان کی آمیزش ہوتی ہے، یہ گناہ کیا ہیں؟ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ

نجاست وغلاظت کا نام ہے گویا پانی میں نجاست وغلاظت کی آمیزش ہوئی تواب اس پانی سے کیسے طہارت حاصل ہوسکتی ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی ''میزان'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی علی خواص کو کہتے سنا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ادراک بہت باریک تھا کہ اہل کشف اکابراولیاء کے علاوہ اس سے کوئی آگاہ نہیں کیونکہ طہارت کے لئے جو پانی مستعمل ہوا اس میں انہیں سارے گناہ کی معرفت ہوجاتی تھی گویا وہ نجاست وغلاظت کا مشاہدہ فرمالیتے، اس لحاظ سے پانی اس قابل نہ رہا کہ اس سے طہارت حاصل ہو۔

کوفہ کی جامع مسجد کے احاطہ میں نمازی کے لئے پانی کا حوض تھا ایک دن حوض کے پانی سے آپ وضوفرمارہے تھے کہ ایک جوان آیا اور وضو کرنے لگا امام نے جب مستعمل پانی کا مشاہدہ فرمایا تو آپ نے اس جوان سے فرمایا بیٹا اپنے ماں باپ کو کیوں اذیت دیتے ہو۔ اس نے عرض کیا حضور آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں والدین کو اذیت دے رہا ہوں آپنے فرمایا کہ والدین کی ایذارسانی پر تم سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں میں نے انہیں پانی میں تیرتے ہوئے دیکھا۔ وہ جوان امام کے قدموں پر گرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ، نجاست وگندگی کا نام ہے جو وضو کرتے وقت پانی میں تحلیل ہوجاتی ہے جب اس پانی میں نجاست کی آمیزش ہوئی اور نجس پانی سے وضودرست نہیں تو اس پانی کا دوبارہ استعمال کرنا کس طرح درست ہوسکتا ہے وہ پانی تو طہارت کے قابل ہی نہ رہا۔

اس سائنسی دور میں ایجادات کا ایک لامتناہی سلسلہ قائم ہے۔ خون، پیشاب اور دوسری چیزوں کی جانچ کیلئے نت نئے آلے موجود ہیں مگر طہارت کے لئے مستعمل پانی کی نجاست دریافت کرنے کیلئے اب تک کوئی آلہ موجود نہیں۔ لیکن وہ زمانہ دور نہیں کہ اس حقیقت کو دریافت کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی آلہ یا خردبین کی ایجاد ہو جائے جو گناہ کی نجاست کو دنیا کے سامنے منکشف کردے۔

استقبال قبلہ

ساری دنیا ایک کرہ پر آباد ہے جو ایک گیند کی طرح ہے اور یہ اس قدر وسیع و عریض ہے کہ اس کا گیند کی طرح ہونا محسوس نہیں ہوتا مگر ہے وہ کروی شکل کی۔ انسان جب اس کرہ پر آباد ہے تو اس کے مشاغل بھی مختلف ہیں، معاملات سے عبادت تک ہر چیز کو اسی دھرتی پر انجام دیتا ہے اور اسی زمین پر زندگی تمام ہوتی ہے۔

اہل ایمان نماز ادا کرتے ہیں تو اس کیلئے بدن، کپڑے اور مکان کی طہارت کے ساتھ استقبال قبلہ بھی شرط ہے اور وہ کعبہ شریف ہے اسی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنا ہے۔ کعبہ معظّمہ اللہ کا گھر اور بڑا مقدس ہے حالانکہ خداوند قدوس مکان سے پاک ہے لیکن پھر بھی اس نے اس گھر کی طرف نسبت فرمائی ہے۔ خانۂ کعبہ کی معصوم فرشتوں نے تعمیر فرمائی، سیدنا آدم علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں نے بھی اسے سنوارا اور آخر میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند ارجمند سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کی قدیم بنیاد پر اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کی تکمیل فرمائی۔

عہد قدیم سے کعبہ معظمہ محترم رہا، ہر دور میں اس کی تعظیم و تکریم کا لحاظ رکھا گیا حتیٰ کہ ایام جاہلیت کی بت پرستی کے گھناؤنے ماحول میں بھی کعبہ شریف قابل عزت و احترام رہا اور جب اسلام کا سورج طلوع ہوا اور اللہ کے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو کعبہ شریف اور بھی دلہن کی طرح سنور گیا اور آپ نے کعبہ معظمہ کو اہل ایمان کا قبلہ بنا دیا، اہل ایمان دنیا کے چاہے جس خطہ میں رہتے ہوں اسی گھر کی طرف رخ کر کے اپنی جبین عقیدت خم کرتے ہیں اور وہی سارے مسلمانوں کا قبلہ ہے۔

ہمارے اس عمل پر کہ ہم کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں تو مزاج اسلام اور مقصد بندگی سے کچھ ناواقف لوگوں کے ذہن میں یہ خلجان پیدا ہوتا ہے کہ یہ عمل بت پرستی کے مشابہ ہے کیونکہ کعبہ بھی تو پتھر کا بنا ہوا ایک مکان ہے۔

میں عرض کروں گا یہ بت پرستی جیسا عمل ہرگز نہیں ہے کیونکہ کعبہ صرف مسجود الیہ ہے (یعنی جس کی طرف سجدہ کیا جائے) رہا مسجود لہ، تو وہ صرف ذات خداوندی ہے (یعنی جس کے لئے سجدہ کیا جاتا ہے) وہ کعبہ نہیں۔ یہاں تک حکم ہے کہ اگر کوئی شخص کعبہ ہی کو سجدہ کرے تو اس کا یہ فعل کفر ہوگا کیونکہ غیر اللہ کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے اور اللہ تعالیٰ شرک کی اجازت نہیں دیتا۔

یہاں پر ایک سوال ابھرتا ہے کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کا کمال ہے سارا جگ اسی کا ہے اور پورب و پچھم اسی کے لئے ہے پھر ایک مخصوص جہت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا کیوں ضروری ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ

قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

''اور پورب و پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو وجہ اللہ (یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ (کنز الایمان)

صحابۂ کرام رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات سفر میں تھے جہت قبلہ معلوم نہ ہوسکی ہر ایک شخص نے جس طرف اسکا دل جما نماز پڑھی صبح کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حال عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تو یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی کی ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی بتایا گیا کہ مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے جس طرف چاہے قبلہ فرمائے کسی کو اعتراض کا کیا حق ہے؟

یہ بات صحیح ہے کہ کائنات میں خدا کی جلوہ گری ہے، ہر شی پر اس کی رحمت ہے، پورب و پچھم سب اسی کے لئے ہے، انسان جس طرف بھی اپنا رخ کریگا رحمت خداوندی متوجہ ہوگی۔ مگر انسانی فطرت کا عجیب حال ہے اسے تسکین خاطر اور روحانی سکون چاہیئے۔ اہل ایمان اگر نماز میں کبھی مشرق تو کبھی مغرب کی طرف رخ کریں اور سجود بندگی پیش کریں تو انہیں روحانی تسکین نہ ملے گی کہ ایک کشمکش کا عالم ہوگا کہ کس رخ سے عبادت کریں کہ خداوند قدوس راضی اور ان کی دعا قبول ہو۔ اس کشمکش و اضطراب کا حال اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب کسی کی جہت متشبہ ہو جائے نہ تو محراب مسجد ہے اور نہ کوئی بتانے والا کہ پچھم ادھر ہے ایسا شخص کے لئے حکم ہے کہ غور و خوض

کرنے کے بعد جس طرف اس کا دل جمے اسی طرف نماز ادا کرلے اور اگر حالت نماز ہی میں اس کی رائے بدل جائے تو اب جس طرف فکر رہنمائی کرے اسی طرف نماز پڑھے گا۔

واقعی اگر مخصوص جہت کا تعین نہ ہو تو نمازی سکون قلبی سے محروم رہے گا اور کس جہت پر نماز پڑھنے سے اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کا معبود حقیقی راضی ہوگا یہ معلوم نہ ہو سکے گا۔

ایام جاہلیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل زید نامی ایک شخص گذرا ہے جس کو بت کدہ سے نفرت تھی اس نے بت کی پوجا نہ کی ہمیشہ اس سے دور رہے غلاف کعبہ پکڑ کر وہ عرض حال کر رہا تھا کہ مالک ومولیٰ مجھے طریقۂ عبادت معلوم نہیں کہ تو کس طریقۂ بندگی سے راضی ہوگا کوئی بتانے والا نہیں کہ کس طرح تیری عبادت کروں کہ اس عبادت میں تیری رضا رہے اور تیری خوشنودی حاصل ہو۔ حضرت زید کی حسرت و بیچارگی اس حقیقت کی غمازی کر رہی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ بتائے کہ خداوند قدوس کس عمل سے راضی اور کس چیز سے اس کی خوشنودی ملتی ہے تو وہی عمل اور وہی چیز ہمارے لئے لازم ہو جاتی ہے بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعے خدائے تعالیٰ وہ سارے امور و احکام بتادے جن پر عمل کرنے سے وہ راضی ہو جائیگا۔ اس تناظر میں قبلہ سے متعلق آیت کریمہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

”ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور تمہیں پھیر

دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف"

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے بعد ہجرت بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا سترہ مہینے کے قریب اس طرف نماز پڑھی پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور حالت نماز میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سارے مسلمانوں نے اپنے منہ کعبہ شریف کی طرف پھیر دیئے۔

بہر حال ایک مخصوص جہت ہونا بہت ضروری ہے تا کہ اسے قلبی سکون و روحانی اطمنان حاصل ہو۔ جہت کعبہ اللہ کو پسند ہے اس کی عبادت میں یہ اسی کی رضا ہے اور ہم تو خدا کی رضا چاہتے ہیں۔

امام کی متابقت

اہل ایمان یوں تو نماز ہی سے غافل ہیں اور اگر پڑھ بھی لیں تو جماعت کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ جماعت کے بڑے فضائل ہیں۔تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کی نماز میں ستائس درجہ زیادہ ثواب ہے پھر یہ واجب بھی ہے گویا ہم ترک واجب کر کے گناہ مول لیتے ہیں اور اتنے بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں مسلمانو! جماعت کو لازم پکڑو تا کہ تمہاری نماز کامل ہو جائے آؤ ہم عہد کریں کہ نماز ضرور پڑھیں گے اور جماعت کے ساتھ مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھیں گے۔

امام کی مطابقت مقتدی پر فرض ہے اور یہ تین صورتوں کو شامل ہے

(۱) مقتدی کا ہر فعل، فعل امام کے ساتھ بالکل متصل اور بلا فصل ہو یہ عین طریقۂ مسنون ہے۔

(۲) مقتدی کا فعل امام کے فعل کے بعد بدیر واقع ہو اگرچہ امام کے فارغ ہو جانے کے بعد ہو فرض یوں ہی ادا ہو جائے گا اگر یہ فعل ضرورۃً ہو تو حرج نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مقتدی قعدۂ اولیٰ میں آکر ملا شریک ہوتے ہی امام کھڑا ہو گیا اسے بہر حال التحیات پڑھ کر کھڑا ہونا ہے فرض کیجئے کہ اتنی دیر میں امام رکوع میں آگیا تو اس کا قیام امام کے قیام کے بعد ہوگا مگر حرج نہیں کہ یہ شرعی ضرورت ہے۔

(۳) مقتدی کا فعل، فعل امام کے پہلے واقع ہو مگر امام اسی فعل میں اس سے آملا مثلاً مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کیا اور اس کے رکوع میں امام بھی شامل ہو گیا اور دونوں کی شرکت ہوگئی مگر یہ سورت سخت ناجائز و ممنوع ہے مگر نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر امام رکوع یا سجود میں نہ آنے پایا تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا پھر امام کے ساتھ یا امام کے بعد میں اس فعل کا اعادہ نہ کیا تو نماز نہ ہوگی کہ فرض میں متابقت کی کوئی صورت نہ پائی گئی تو فرض ترک ہوا لہٰذا نماز باطل ہوگی۔

مقتدی کے اقسام

مدرک مدرک اسے کہتے ہیں جس نے اول رکعت سے تشہد تک امام کے

ساتھ پڑھی اگرچہ وہ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔

مدرک لاحق بھی ہوسکتا ہے کہ امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتداء کی مگر کسی وجہ سے کل رکعتیں بالفرض فوت ہوگئیں جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع وسجود نہ کرسکا یا بے وضو ہوگیا یا مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو یہ مدرک لاحق ہے وہ چونکہ حکماً اسی امام کی اقتداء میں ہے لہٰذا اپنی فوت شدہ نماز میں قرأت نہ کرے گا۔

مسبوق مسبوق وہ ہے کہ امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اس کا حکم یہ ہے کہ اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرنے میں وہ منفرد ہے اگر ثنا نہ پڑھی تو اب پڑھے گا اور تعوذ وتسمیہ کے بعد الحمد شریف پڑھے سورہ یا آیت ملا کر اپنی رکعت پوری کریگا۔

مسبوق لاحق بھی ہوسکتا ہے مثلاً مقیم نے مسافر امام کی اقتداء کی اور وہ التحیات میں شریک بھی ہوا تو پچھلی رکعتیں جو مسافر سے قصر کی وجہ سے ساقط ہیں ان میں یہ مقیم مقتدی لاحق ہے اور اقتداء سے قبل جو دو رکعت فوت ہوئیں ان میں مسبوق ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی نماز میں وہ لاحق ہے پہلے اسے بے قرأت ادا کرے یعنی حالت قیام میں کچھ نہ پڑھے بلکہ اتنی دیر کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے خاموش کھڑا رہے پھر جتنی نماز میں وہ مسبوق ہے اسے فاتحہ وسورت کے ساتھ ادا کرے۔

اگر اسے ایک رکعت نہ ملی تھی تو مسافر امام کے سلام کے بعد پہلے ایک رکعت بلا قرأت پڑھ کر بیٹھے اور التحیات پڑھے کونکہ یہ اس کی دوسری ہوئی پھر ایک ویسی ہی

بلاقرأت پڑھ کر بیٹھے اور التحیات پڑھے یہ اگرچہ یہ اس کی تیسری ہے مگر امام کے حساب سے چوتھی ہے اور نماز، امام کی ترتیب پر ادا کرنا لاحق کے ذمہ لازم ہے پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت فاتحہ وسورۃ کے ساتھ پڑھ کر بیٹھے اور تشہد ودرود کے بعد اپنی نماز پوری کرے۔

قیام

دنیا کے امیروں، بادشاہوں اور دنیاداروں کے دربار میں جب گدائے خاک نشیں حاضر ہوتا ہے اور کچھ مانگنا یا شکر گزاری کرنا چاہتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے۔
اور عرض حال کرتا ہے...... خداوند قدوس کی بارگاہ، دنیا کے وہم وگمان سے بھی یا زیادہ بلند و بالا ہے اس عظیم بارگاہ میں بندۂ مومن نذرانۂ بندگی پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا ہے تو ذلت وخواری کے پیکر میں ڈھل کر کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ نیازمند اس مالک بے نیاز سے عرض حال کرتا ہے۔

مسائل

☆ فرض نماز اور نماز وتر میں قیام فرض ہے یعنی اتنی دیر حالت قیام میں رہنا جتنی دیر فرض میں قرأت ادا ہو سکے۔

☆ یہ نماز کا رکن ہے بے عذر اس کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔

☆ قیام کی حد یہ ہے کہ جب نمازی حالت قیام میں دونوں ہاتھوں کو پھیلائے تو اپنے دونوں گھٹنوں کو نہ چھو سکے۔ قیام کی کم سے کم حد یہی ہے اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کا اعتبار ہے۔

☆ نماز میں بے عذر ایک قدم پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

تکبیر تحریمہ

تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تکبیر نماز کی تحریم ہے اور تسلیم نماز کی تحلیل ہے مطلب یہ ہے کہ تکبیر سے سلام ،کلام، کھانا، پینا اور دنیا کے سارے معاملات جو مباح تھے نماز میں تکبیر تحریمہ سے یہ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اور سلام ان ساری چیزوں کو جائز کر دیتا ہے اور یہ لفظ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' سے شروع ہوتا ہے۔

تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے اور یہ ہاتھ اٹھانا گویا اللہ کے ماسوا کی نفی ہے، دائیں ہاتھ سے آخرت کی اور بائیں ہاتھ سے دنیا کی نفی ہے۔

اس فعل میں غیر اللہ سے کبرائی کی نفی ہے اور ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' سے اس کی کبرائی کا ثبوت اور نفی، اثبات پر مقدم ہوتی ہے یعنی پہلے عدم اس کے بعد پھر وجود جیسا کہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' میں پہلے نفی پھر اثبات ہے، لہٰذا پہلے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے۔

امام کا بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر مقتدی نابینا ہو تو آواز سن کر اور اگر بہرہ ہو تو دیکھ کر امام کے ساتھ تکبیر میں شامل ہو۔

مرد اپنے کانوں کے لو تک ہاتھ اٹھاتا ہے اور عورت اپنے مونڈھے کے برابر اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عورت کا درجہ مرد سے کم ہے گویا دونوں اپنے اقتداء و مرتبہ کی ترجمانی کرتے ہیں مزید برآں یہ کہ عورت کے پردہ کے مناسبت جو

صورت ہوسکتی ہے شریعت نے وہی طریقہ رکھا ہے۔

مسئلہ:۔امام کو کسی نے رکوع میں پایا اگر حالت قیام میں تکبیر کہی تو نماز ہوگئی اور اگر تکبیر انتقال کہی تو نماز نہ ہوگی کہ اسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے۔تکبیر تحریمہ،تکبیر انتقال۔

تکبیر تحریمہ کے بعد بندہ اپنے ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھتا ہے گویا ادب کے ساتھ اپنے مولیٰ کے سامنے کھڑا ہے اور ثنا پڑھتا ہے گویا یہ رب قدیر سے خطاب کا آغاز اور خطاب سے پہلے آداب و القاب کا اظہار یا یوں سمجھئے کہ تکبیر بارگاہ خداوندی میں داخل ہونے کا افتتاح اور ثنا خطاب الٰہی کا آغاز ہے۔

ثنا میں رب تعالیٰ کی تسبیح، اس کی ثنا، اس کے نام کی تعظیم، اس کی بادشاہی کی عظمت اور اس کی توحید کا اقرار ہے پھر جب شیطان ہر بندہ پر مسلط ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے تو بندہ اس شیطان لعین سے محفوظ ہونا چاہتا ہے تو تعوذ پڑھتا ہے پھر قرأت قرآن کے لئے تسمیہ پڑھتا ہے۔

مسائل

ثنا پڑھنا سنت ہے اگر نمازی منفرد ہے (یعنی تنہا نماز پڑھتا ہے) تو ثنا پڑھ کر تعوذ و تسمیہ کے بعد قرأت قرآن شروع کرے اور اگر جماعت سے پڑھتا ہے تو صرف ثنا پڑھے تعوذ و تسمیہ نہیں کہ امام کا تعلق قرأت قرآن سے ہے اور مقتدی کے لئے قرأت نہیں۔

اگر امام نے جہری نماز میں قرأت شروع کردی تو اب ثنا نہ پڑھے کہ اس کا محل فوت ہوگیا یعنی ثنا کے بعد قرأت ہے اور امام نے قرأت شروع کردی تو اب ثنا

کامحل باقی نہ رہا۔لہذااسے خاموش رہنااور قرآن پاک سننافرض ہے۔

اور اگر مسبوق (یعنی کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں) تو سلام کے بعد اپنی باقی رکعات پڑھنے کے لئے ثناپڑھ کر قرأت قرآن شروع کرے۔

قرأت

نماز میں قرآن کی کم سے کم ایک آیت کاپڑھنافرض ہے کہ یہ بھی رکن نماز ہے اور نماز میں پوری الحمد اللہ شریف پڑھنا واجب اور سورۃ یا آیت کاملانا بھی واجب ہے۔

نماز ہو یا تلاوت دونوں میں بطریق معہود لحاظ ترتیب واجب ہے اور اگر عکس کریگا تو گنہ گار ہوگا۔سیدنا عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں ایسا شخص خوف نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کادل الٹ دے۔

سورۃ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اس کے بعد اگر اول سورت سے شروع کرے تو بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

فجر،مغرب اور عشاء یہ رات کی نمازیں ہیں ان کی پہلی دو رکعت میں قرأت بالجہر جماعت کے ساتھ واجب ہے اور منفرد کو اختیار ہے چاہے آواز سے پڑھے یا اخفا کرے مگر اسماع نفس ضروری ہے کہ خود پڑھے اور خود ہی سنے۔

دن کی نمازیں جیسے ظہر اور عصر ان میں اخفا واجب ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''دن کی نماز گونگی ہے''یعنی دن کی نمازوں میں قرأت بالجہر نہیں.عام طور سے اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کفار ومشرکین دن میں شور مچاتے

اور مسلمانوں کو پریشان کرتے اور رات کی نماز (فجر وعشاء) میں وہ محو خواب ہوتے اور مغرب میں کھانے، پینے میں مشغول رہتے۔

لیکن امام احمد رضا قدس سرہ نے ان حکمتوں کی بڑی عمدہ تشریح فرمائی ہے ہم ان اکا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

''دن کی نماز میں اخفا اور رات کی نماز میں جہر واجب ہے. رات اللہ تبارک وتعالیٰ کی لطیف نشانی اور اس کا پرتو جمال ہے. اس کی تجلی بھی لطیف و جمیل ہے اور دن آیت قہر اور نمود جلال ہے تو اس کی تجلی بھی شدید و جلالی ہے. یہ جہری تجلی اس سری تجلی سے بہت قوی اور گرم تر ہے۔ لہٰذا تعدیل کے لئے قہری تجلی کے ساتھ ٹھنڈی تجلی رکھی گئی اور لطیف تجلی کے ساتھ گرم تجلی''۔

جمعہ وعیدین باوجودیکہ دن کی نمازیں ہیں مگر اس میں جہر کا حکم ہوا کیونکہ کثرت حاضرین کے سبب اُنس حاصل اور دہشت زائل ہو جاتی ہے اور دل ہجوم مخلوق کے سبب اس گرم شدید تجلی سے قدرے غافل مزید برآں ہفتہ بھر کی تقصیرات اور لغزشیں جمع ہو کر حجاب میں یک گونہ قوت پیدا کر دیتی ہیں تو گاہے یہ علاج مناسب ہوا جو اپنی حرارت سے گلا دے۔

اور نماز کسوف میں گو جماعت کثیر اور وقفہ طویل ہے پھر بھی اخفا ہی رہا کہ وہ وقت خوف، تجلی جلالی ہے اور وقفہ طویل جہر نہ ہو سکے گا اس لئے ہمارے نزدیک نماز جنازہ میں اصلاً قرأت نہیں کہ ہیبت عظیم کی فضا ہے اور تجلی جلالی کہیں یہ قرآن کی شدید تجلی سے جمع نہ ہو اور جو قرأت کہتے ہیں وہ بھی جہر نہیں رکھتے کہ شدت پر شدت بڑھ

جائے گی۔

رات کو نماز آٹھ رکعات تک ایک نیت سے جائز اور دن کو چار سے زیادہ منع ہے کہ سنت الہی یہی ہے کہ تجلی تھوڑی وارد کرتے اور ہر دوسرے میں پہلے سے زیادہ قوی بھیجتے ہیں کہ گرم نہاری، قرآنی تجلی کے ساتھ چار سے آگے تاب نہ لائے گی اس لئے ہر دو رکعت پر طویل جلسہ کا حکم ہوا کہ خوب آرام پالے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد واجب ہوئی کہ لطف جمال سے خط اٹھائے۔

پچھلی دو رکعتوں میں قرأت معاف کہ تجلیات بڑھ جائیگی شاید دشواری ہو اور منفرد پر جہر واجب نہیں کہ تنہائی کے سبب دہشت وہیبت زیادہ ہوتی ہے عجب نہیں کہ تاب نہ لائے تو اس کے حال ووقت پر چھوڑنا مناسب ہے۔

رکوع وسجود میں قرأت قرآن ممنوع ہوئی کہ ان کی تجلی قیام کی تجلی سے شدید تر اب دوسری قرأت شدید تجلی مل کر افراط ہوگی نیز قعود میں قرأت ممنوع کہ وہ آرام کے لئے رکھا گیا ہے قرآنی تجلی کی شدت مل کر اسے مقصود سے خالی کردے گی اسی لئے رکوع کے بعد قومہ کا حکم ہوا کہ اس قوی تجلی سے آرام لے کر اقوئ کی طرف جائے ورنہ تاب نہ لائیگا اسی لئے دونوں سجدوں کے درمیان اطمنان سے بیٹھنا واجب کیا گیا کہ دوسرا سجدہ اور اشد واعظم ہوگا پیہم شدت پر شدت سے کہیں بشری بنیان ہی نہ منہدم ہو جائے۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ والرضوان ''میزان'' میں فرماتے ہیں حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بعض مریدوں نے سجدہ کیا جسم پگھلنا

شروع ہوا یہاں تک کہ گوشت، پوشت، ہڈی کسی شئ کا نشان باقی نہ رہا صرف ایک بوند پانی کی زمین پر پڑی رہ گئی حضور پرنور نے روئی کے اولیٰ پھوئے سے اٹھا کر زمین میں دفن کردی اور فرمایا سبحان اللہ تجلی کے سبب اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا۔

مسائل

اگر امام نے ان رکعتوں میں جن میں آہستہ پڑھنا واجب ہے جیسے ظہر، عصر کی کل رکعات، عشا کی پچھلی دو رکعات اور مغرب کی آخری رکعت میں اتنا قرآن پاک جس سے فرض قرأت ادا ہو سکے (کم سے کم ایک آیت) بھول کر باآواز پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائیگا اگر بے عذر شرعی سجدہ نہ کیا یا اتنی مقدار قصداً آواز سے پڑھا تو نماز کا پھیر لینا واجب ہے۔

مستحب ہے کہ اگر آخر سورت میں نام الٰہی ہے جیسے ''اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا'' تو اس پر وقف نہ کرے بلکہ رکوع کی تکبیر ''اللہ اکبر'' کا ہمزۂ وصل گرا کر اس سورت کا آخری حرف اللہ کے لام سے ملا دے ''ب'' حالت قیام میں کہے اور دونوں لام سے ملتا ہوا رکوع کیلئے جھکنے کی حالت میں اس طرح رکوع پورا ہونے تک اکبر کی ''ر'' ختم ہو جائے۔ یونہی ''اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ'' کے ''ن'' کو زبر دیکر اللہ اکبر کی ''ل'' میں ملا دے اور جس سورہ کے آخر میں نام الٰہی نہ ہو اور کوئی لفظ اس کے مناسب بھی نہ ہو وہاں وصل و وقف دونوں یکساں ہے جیسے ''فارغب اللہ اکبر'' اور جہاں کوئی لفظ اسم الٰہی کے مناسب نہ ہو جیسے ''ھوالابتر'' وہاں فصل چاہیئے۔

رکوع

رکوع کے معنیٰ پشت خم کرنا، یہ بھی فرض اور رکن نماز ہے۔ پشت اتنا خم کرنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہونچ جائیں۔ قرأت ختم کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور حالت رکوع میں پشت بچھی ہو اور سر پشت کے برابر ہو۔

مسائل

لفظ اللہ کا ہمزہ اگر مد کے ساتھ پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عمداً پڑھے تو کفر ہے کہ اس میں اظہار شک ہے اور اگر الف اور ہ کے درمیان الف بڑھایا تو حرج نہیں کہ یہ اشباع ہے مگر حذف بہتر ہے۔ یونہی لفظ اکبر کے ہمزہ کو اگر مد کے ساتھ پڑھا تو بوجہ شک نماز فاسد ہوگی اور اگر ب اور ر کے درمیان الف بڑھایا تو بھی نماز فاسد کہ یہ کبر کی جمع ہے جو شیطان کی ذریت کا نام ہے۔

اکبر کے آخری حرف اگر چہ خبر کی بنا پر رفع چاہتا ہے مگر اسے جزم پڑھا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان جزم، اقامت جزم اور تکبیر جزم ہے۔

کوزہ پشت یعنی جس کی کمر جھک گئی ہو اگر اس کی کوزہ پشتی، حد رکوع تک پہونچ گئی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنی کوزہ پشتی سے رکوع کر کے اپنے سر کو زیادہ پست کرے تا کہ حد امتیاز قائم رہے۔ حالت رکوع میں اگر آنے والے کی نہ پہچان ہے نہ اس سے کوئی غرض اور نہ اس کی خوشامد منظور ہو صرف عمل حسن پر مسلمان کی اعانت مقصود ہو تو تسبیح کی حقدار رکوع میں بڑھا دینا جائز ہے۔

تسبیح رکوع

جب ''فسبح باسم ربك العظيم'' کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس تسبیح کو اپنے رکوع میں مقرر کرلو لہٰذا حالت رکوع میں تین بار ''سبحان ربی العظیم'' پڑھے یہ ادنیٰ کمال جمع یا ادنیٰ کمال سنت ہے بعض کتابوں میں آیا ہے کہ ادنیٰ تین اوسط پانچ اور اکمل سات بار ہے۔ رکوع میں بندہ جھکتا ہے اور جھکنے میں ذلت وخواری اور تواضع وانکساری ہے لہٰذا اس حالت کے مناسب عظمت الٰہی ہے اور بندہ ''سبحان ربی العظیم'' کی تسبیح پڑھتا ہے۔

اس تسبیح کے بعد ''سمع الله لمن حمده'' کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اس کا نام قومہ ہے۔

سنت یہ ہے کہ ''سمع الله'' کا ''س'' رکوع سے سر اُٹھانے کے ساتھ کہے اور ''حمده'' کی ''ہ'' سیدھا ہونے کے ساتھ ختم ہو اس طرح ہر تکبیر انتقال میں حکم ہے ایک فعل سے دوسرے فعل کی طرف جانے کی ابتداء کے ''الله اكبر'' کا ''الف'' شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم۔

رکوع سے سر اُٹھانے کے ساتھ ''اللھم ربنا لک الحمد'' اور جو صرف ''ربنا لک الحمد'' پڑھتا ہے وہ ''ربنا'' کی ''ر'' سے شروع اور سیدھے ہو جانے کے ساتھ ''حمد'' کی ''د'' ختم ہو پھر سجدہ کو جانے کے ساتھ ''اللہ اکبر'' کی ''الف'' شروع اور ''اللہ'' کے ''ل'' کو بڑھائے جب سر رکھنے کے قریب پہونچے تو ''اللہ'' کی ''ہ'' اور سر زمین پر پہونچتے وقت ''اکبر'' کی ''ر'' ختم کرے۔

"ل" کو بڑھانا اس لئے ہے کہ قومہ سے سجدہ تک یہ سفر طے کرنے میں اگر "ل" کو نہ بڑھایا تو اکبر سجدہ میں پہونچنے سے پہلے سجدہ ہو جائیگا اور یہ خلاف سنت ہے یا پھر یہ سفر پورا کرنے کو اکبر کا الف یا "ب" بڑھائیں گے تو اس سے نماز فاسد یا "ر" بڑھائیں گے تو یہ غلط اور خلاف سنت ہے۔

سجدہ

سجدہ کے معنی زمین پر سر رکھنا اور عاجزی کرنا یہ بھی فرض اور نماز کا رکن ہے اور باجماع امت دونوں سجدے فرض ہیں پہلا سجدہ مناسب ازل اور دوسرا سجدہ مناسب ابد اور دونوں کے درمیان جلسہ مناسب دنیا گویا اول و آخر وہی ایک ذات پاک لائق بندگی ہے۔

اس کی حکمت میں یہ روایت ہے کہ جب رب قدیر نے حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت سے عہد لیا تو اسے سجدہ کا حکم دیا تو جن لوگوں نے ربوبیت کا اقرار کیا سب نے سجدہ کیا کفار باقی رہ گئے جب انہوں نے سجدہ سے سر اُٹھائے تو کفار کو دیکھا کہ انہوں نے سجدہ نہیں کیا تو انہوں نے بطور شکر کہ خدا نے پہلے سجدہ کی توفیق دی دوسری بار سجدہ کیا اس طرح نماز میں دو سجدہ کی فرضیت ہوئی۔

تسبیح سجدہ

جب "سبح اسم ربک الاعلی" کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اپنے سجدوں میں مقرر کرلو تو حالت سجدہ میں "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھے۔

سجدہ، بندہ کیلئے پستی، عاجزی اور فروتنی کی انتہا ہے اس کے مناسب رب تعالیٰ
کی رفعت و بلندی اور علو شان ہے چونکہ "اعلیٰ"، "عظیم" سے زیادہ بلیغ ہے لہٰذا
رکوع میں سر خم کرنے پر اس کی عظمت کی تسبیح پڑھی جاتی ہے اور سجدہ انتہائی ذلت
و فروتنی کا مقام ہے لہٰذا اس کی علو شان کی پاکی بیان کی جاتی ہے۔

دیدار خداوندی

نماز اہل ایمان کی معراج ہے سیاح عرش بریں صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج
میں اپنی آنکھوں سے خدا کا دیدار فرمایا تو مسلمانوں کیلئے بھی گویا دیدار خداوندی کی
بشارت لائے اور وہ حالت سجدہ ہے جس میں دیدار خدا کا شرف ملتا ہے۔

حدیث:۔ جبرئیل علیہ السلام کے نام سے جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے
اس حدیث مبارک میں سیدنا جبرئیل علیہ السلام نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کرتے ہیں اور آپ جواب عنایت فرماتے ہیں اس سوال و جواب میں احسان
کے بارے میں بھی سوال ہوا تو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد
فرمایا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اللہ کو نہیں
دیکھ رہا ہے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور یہ کیفیت صرف حالت سجدہ میں ہے۔ سجدہ میں
خشوع و خضوع اور سر کو خاک آلود کرنے کی ادا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اس
حالت میں جلوۂ خداوندی بندہ سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔

مسائل

سجدہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ حالت سجدہ میں اپنے دونوں پاؤں کو

زمین سے نہ اٹھائیں ورنہ سجدہ صحیح نہ ہوگا۔ ماتھا زمین پر جمارہے اور کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے ٹکارہے یہ فرض ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب ہے۔

قعدۂ اولیٰ (تشہد)

یہ پہلی رکعت ہوئی پھر حسب معمول دوسری رکعت مکمل کر لینے کے بعد بیٹھ جائے یہ "قعدۂ اولیٰ" ہے جو کہ واجب ہے اور اس میں پورا تشہد یعنی التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔

التحیات لله والصلوٰت والطیبات الخ۔

ترجمہ:۔ ساری قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔

شب معراج میں اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تحفہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا تو جناب الٰہی نے السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاتة (تم پر سلامتی ہو اے نبی اللہ کی رحمت اور برکتیں) یعنی تین کے مقابل تین۔

تحیت کے مقابل میں سلام، صلوات کے مقابل میں رحمت اور طیبات کے مقابل میں برکات۔ جب خداوند قدوس نے اپنے نبی پر سلام بھیجا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو کائنات میں سب سے زیادہ صاحب جودوکرم ہیں اس سلام کو آپ نے اللہ کے سارے نیک بندوں کیلئے عام کر دیا اور فرمایا۔ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین۔ ترجمہ:۔ سلام ہم پر اور اللہ کے سارے نیک بندوں پر) سرکار

دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم فرمائی کو دیکھ کر اہل سموات الاعلیٰ نے کہا ''اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ'' میں گوہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

سرکا مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی تین۔

الف:۔سب سے زیادہ اشرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ج :۔انسان کی اشرف صفات عبودیت ہے۔

د :۔اشرف صفت رسالت ہے جونبوت کو مستلزم ہے۔

یہاں بھی تین کے مقابل تین ہے۔

الف :۔عبودیت، رب تعالیٰ جو کرے اس پر رضا کا نام ہے۔

ب :۔عبادت جورب تعالیٰ کو راضی کردے۔

لہٰذا عبودیت، عبادت سے زیادہ قوی ہے کہ عبودیت عقبیٰ میں بھی باقی رہے گی اور عبادت دنیا میں تکلیف شرعی ہے مگر آخرت میں تکلیف شرعی نہیں رہے گی۔

مسئلہ

التحیات میں انگلی کا اشارہ سنت ہے جب لفظ ''اشھد'' پر پہونچے تو چھنگلیاں اور اس کے برابر کی انگلی کی گرہ باندھے اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنائے اور ''ھ'' پر شہادت کی انگلی اٹھائے اور ''الا'' پر کھول دے پھر انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دے۔

قعدۂ آخیرہ

نماز دو رکعت ہوں یا تین رکعت میں یا پھر چار رکعت بہر حال فرض نماز

میں قعدہ آخیرہ مقدار تشہد فرض ہے یعنی جتنی دیر تشہد پڑھا جا سکے اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے اور اس میں تشہد پڑھنا واجب ہے اس کے بعد درود شریف پڑھے اور سلام پھیرے۔

مسائل

مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہوں امام کے ساتھ قعدۂ آخیرہ میں التحیات ٹھہر ٹھہر اس قدر ترتیل سے پڑھے کہ اس کی التحیات سلام امام کے وقت ختم ہو اور اگر وہ التحیات پڑھ چکا اور ابھی امام نے سلام نہ پھیرا تو کلمۂ شہادت بار بار پڑھتا رہے یہاں تک کہ امام سلام پھیر دے۔

تکبیر تحریمہ ایسی چیز ہے جس کے سبب سلام وکلام وغیرہ حرام ہو جاتا ہے گویا کہ نمازی سارے لوگوں سے غائب ہو جاتا ہے نہ وہ کسی کو سلام کرتا ہے نہ لوگ اسے سلام کرتے ہیں پھر وہ جب نماز سے فارغ ہو گیا تو گویا وہ لوگوں میں لوٹ آیا لہٰذا وہ سلام کرتا ہے۔

امام اپنے داہنے سلام میں ان مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی جانب ہیں اور بائیں ہیں بائیں جانب والوں کی نیز دونوں سلام میں کراماً کاتبین اور ان فرشتوں کی بھی نیت کرے جن کو رب تعالیٰ نے حفاظت کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

سلام میں یہ بھی سنت ہے کہ بایاں سلام دائیں سلام سے کچھ پست ہو سلام کے بعد داہنے بائیں انحراف کرنا بھی سنت ہے اور داہنی جانب افضل ہے۔

قبلہ سے انحراف اس لئے مسنون ہے کہ ختم نماز پر جس میں استقبال قبلہ فرض

ہے یہ انحراف اس پر دلالت کرے یعنی جب نماز میں استقبال قبلہ فرض ہے تو سلام سے اس عبادت کے ختم اوراس سے باہر آنے کا مناسب طریقہ دائیں ، بائیں انحراف کرنا ہے،

دعا میں دونوں ہاتھوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہواور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بچھائے کہ وہی دعا کا قبلہ ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آئے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپیٹا ہوا دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا ہے اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے نمازی جائے نماز یعنی مصلیٰ کو لپیٹ دے مگر صرف کونہ لپیٹتے ہیں بلکہ پوری جائے نماز لپیٹ دینا چاہیئے تا کہ شیطان استعمال نہ کر سکے۔

نوافل

نفل کا اطلاق سنت پر بھی ہوتا ہے کیونکہ نفل کا معنیٰ زیادہ ہے گویا یہ فرض پر زیادہ ہے اس لئے ہر سنت نفل ہے لیکن ہر نفل سنت نہیں۔

نماز وتر

یہ واجب ہے مگر عملاً فرض ہے کہ اس کی قضا واجب ہے اور دعائے قنوت سے پہلے تکبیر میں ہاتھ بھی اٹھائے البتہ اگر کوئی شخص لوگوں کی موجودگی میں وتر قضا پڑھے تو تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائے تا کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع نہ ہوں۔ اور یہ تکبیر اس لئے کہ حالت بدل گئی۔ قرأت قرآن سے اب دعا کی طرف بڑھا لہٰذا دونوں کے مابین امتیاز کے لئے تکبیر ہے۔

سنن

بعض نمازیں سنت موکدہ ہیں اور یہ وہ سنتیں ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مداومت فرمائی ہے بلا عذر ایک بار بھی جو ترک کرے وہ ملامت کا مستحق ہے اور عادت ترک پر فاسق اور مستحق نار ہے۔ دوسری قسم سنت غیر موکدہ ہے اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی ہے کبھی اسے مستحب بھی کہتے ہیں۔

جو چار رکعات والی سنت موکدہ ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر بھی التحیات کے بعد درود شریف پڑھ لے تو سجدۂ سہو کرے اور جب تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو ثنا و تعوذ بھی نہ پڑھے۔

ان کے علاوہ اور چار رکعات والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف بھی پڑھے اور تیسری رکعت میں ثنا و تعوذ بھی پڑھے۔

دراصل سنت نماز، فرض کی تابع اور اس کی تکمیل کے لئے ہے یہی وجہ ہے کہ اگر فرض نماز دو رکعت ہے تو سنت بھی دو رکعت ہے جیسے نماز فجر اور اگر فرض نماز چار رکعت ہے تو اس سے قبل سنت بھی چار رکعت ہے اور نماز عصر میں یہی حال اگرچہ سنت غیر موکدہ ہی سہی۔ اور قبل مغرب سنت نہیں کیونکہ مغرب میں تعجیل مستحب ہے اور ادائے سنت سے مغرب میں تاخیر ہوگی لہٰذا مغرب سے قبل سنت نہیں۔ عشاء میں چار رکعت فرض تو اس سے پہلے چار رکعت سنت غیر موکدہ ہے، قبل جمعہ چار رکعت سنت ہے کیونکہ جمعہ اصل میں چار رکعت ہے خطبہ کی وجہ سے چار رکعت ساقط ہے۔

بہر حال یہ سفر معراج جو اہل ایمان کی معراج بندگی ہے قیام سے شروع ہوتا ہے اور حمد وثنا، تسبیح وتہلیل، قرأت قرآن، رکوع وسجود اور درود وسلام پر ختم ہوتا ہے۔

ختم شد

شب برات کی نفل نمازیں

(۲) رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھے۔ ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی ۳ بار قل ھواللہ احد۔ فضیلت ہر قطرہ پانی کے بدلے سات سو رکعت نفل کا ثواب ملے گا۔

(۲): ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی، پندرہ بار قل ھواللہ احد۔ سلام کے بعد ۱۰۰ بار درود شریف۔ فضیلت: روزی میں برکت ہوگی، رنج وغم سے نجات گناہوں کی بخشش، مغفرت ہوگی

(۸) رکعت: (دو، دو کر کے) ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۵ بار قل ھواللہ احد۔ فضیلت گناہوں سے پاک صاف ہوگا۔ دعائیں قبول ہوگی۔ ثواب عظیم ہوگا

(۱۲) رکعت: (دو، دو کر کے) ترکیب؛ ہر رکعت میں الحمد کے بعد دس بار قل ھواللہ احد۔ ۱۲ رکعت پڑھنے کے بعد دس بار کلمہ توحید دس بار کلمۂ تمجید دس بار درود شریف۔

(۱۴) رکعت: (دو، دو کر کے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑھے۔ فضیلت: جو بھی دعا مانگے قبول ہوگی۔

(۴) رکعت: (ایک سلام سے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۱۱ بار قل ھواللہ احد فضیلت: گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو

(۸) رکعت (ایک سلام سے) ترکیب ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۱۱ بار قل ھواللہ احد اس کا ثواب خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نزر کرے۔ فضیلت آپ فرماتی ہیں کہ میں نماز پڑھنے والے کی شفاعت کیئے بنا جنت میں قدم نہ رکھونگی۔

روزہ کی فضیلت

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے شعبان میں ایک دن روزہ رکھا اسکو میری شفاعت حلال ہو گئی۔ ایک اور حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص شعبان کی ۱۵ ر تاریخ کو روزہ رکھے گا اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

شب قدر کی نفل نمازیں

() بعد نماز عشاء: سات بار اِنَّآ انزلنٰہ پڑھے۔ فضیلت: ہر مصیبت سے نجات ملے۔ ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔

(۲) رکعت: ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار اِنَّآ انزلنٰہ تین بار قل ھو اللہ۔

فضیلت: شب قدر کا ثواب حاصل ہوگا، ایک شہر جنت میں دیا جائے گا جو مشرق سے مغرب تک لمبا ہوگا۔

(۲) رکعت: ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد سات بار اِنَّآ انزلنٰہ سات بار قل ھو اللہ سلام کے بعد استغفار اور درود شریف پڑھے۔ فضیلت اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو اور اس کے ماں باپ کو بخش دیگا

(۴) رکعت: (ایک سلام سے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد تین بار اِنَّآ انزلنٰہ سات بار قل ھو اللہ:

فضیلت اللہ تعالیٰ موت کی سکرات آسان کر دیگا اور قبر کا عذاب دور کر دیگا

(۴) رکعت (ایک سلام سے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار الھٰکم التکاثر تین با قل ھو اللہ

:فضیلت جنت میں چار ستون ملیں گے جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔

(۴) رکعت: (ایک سلام سے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایکبار اِنَّآ انزلنٰہ ۲۷ بار قل ھو اللہ:

فضیلت: تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور جنت المعلی میں گھر عطا ہوگا۔

(۴) رکعت (ایک سلام سے) ترکیب: ہر رکعت میں الحمد کے بعد ۳ با اِنَّآ انزلنٰہ ۵ بار قل ھو اللہ سلام کے بعد سجدے میں جا کر ایکبار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے: فضیلت: جو دعا مانگو گے قبول ہو گی، صغیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ بے انتہا نعمت عطا ہوگی

(۲) رکعت: ترکیب ہر رکعت میں الحمد کے بعد ایک بار اِنَّآ انزلنٰہ ۱۰۰ با قل ھو اللہ سلام کے بعد ۱۱ بار درود شریف

:فضیلت بہت ثواب ہوگا

(۴) رکعت (ایک سلام سے) ترکیب ہر رکعت میں الحمد کے بعد تین بار اِنَّآ انزلنٰہ ۵ بار قل ھو اللہ سلام کے بعد سجدہ میں ۱۴۱ بار سبحان اللہ پڑھے: فضیلت: جو دعا مانگو گے قبول ہوگی

برائے ایصال ثواب

مرحوم محمد مظہر الحق (عرف گادو) تلنگا، پورنیہ، بہار۔ والد گرامی مولانا محمد مسعود رضا قادری کلیان ممبئی

مرحوم حاجی محمد سعید الرحمن ڈیوہٹی اتر دیناجپور بنگال۔ والد گرامی مولانا محمد جہانگیر اشرف کلیان ممبئی

انجمن فیضان رضا کے اراکین و ممبران

صدر.........محمد شمشاد احمد رضوی   نائب صدر..........محمد غلام جابر رضوی

سکریٹری......محمد غلام حسنین رضوی   نائب سکریٹری........محمد عبدالقادر رضوی

خزانچی.........محمد افتخار عالم رضوی   نائب خزانچی..........محمد ابوصالح رضوی

نگراں.........محمد اجمل رضا رضوی   نائب نگراں.........محمد عبدالرقیب رضوی

محمد نفیس عالم	محمد شاہنواز عالم	محمد ریاض احمد	محمد حبیب الرحمن	محمد دانش رضا	محمد ابرار احمد
محمد افسر رضا	محمد غلام حیدر	محمد غلام غوث	محمد شاہنواز خرد	محمد بابر علی کلاں	محمد دلاور حسین
محمد تحمید عالم	افسر رضا خرد	محمد ریحان رضا	محمد آفتاب عالم	محمد بابر علی خرد	احمد رضا جدید
محمد نور اختر	محمد عبدالودود	محمد رضوان احمد	محمد اشرف رضا	محمد اظہار اشرف	محمد صلاح الدین
محمد مشاہد رضا	محمد انتخاب انور	محمد اصغر حسین	محمد غلام جیلانی	محمد صدیق عالم	محمد عبدالرشید
محمد آصف رضا	محمد شاہ کلیم	محمد اسرار احمد	محمد ارشاد عالم	محمد توصیف رضا	محمد حسن رضا کلاں
محمد عبدالعلیم	محمد راحل رضا	محمد ضیاء الحق	محمد شمس تبریز	محمد شمشیر علی کلاں	محمد غلام حسنین خرد
محمد راہد رضا	محمد آصف رضا	محمد مصطفیٰ رضا	محمد انور رضا	محمد امجد علی	محمد شمشیر علی سری
محمد وسیم رضا	محمد صدام مظہر	محمد آصف علی کلاں	محمد نوازش عالم	محمد امیر حمزہ	محمد ماہر القادری
محمد منظر رضا	محمد شمیم اختر	محمد صائم رضا	محمد سلمان رضا	محمد انظار احمد	محمد احمد رضا خرد
محمد ناہد رضا	محمد شوکت علی	محمد رحمت علی	محمد عابد علی	محمد شمس الزماں	محمد نہال احمد
محمد میزان علی	محمد دلشاد احمد	محمد غلام ناصر	محمد زبیر عالم	محمد آزاد حسین	محمد اکبر علی
محمد مبارک حسین	محمد فضیل احمد	محمد نعیم اختر	محمد آصف خرد	محمد خورشید عالم	محمد شاہ الحمید
محمد رفعت حسین	محمد صداقت حسین	محمد شاہنواز سری	محمد شوکت علی خرد	محمد تنویر احمد سری	محمد ایاز عالم
محمد ساجد رضا	محمد اظہر علی	محمد اکرم علی	محمد عرباض عالم	محمد احمد رضوی	محمد صادق عالم
محمد فرہاد رضا	محمد عبدالسلام	محمد ذیشان احمد	محمد عاطف رضا	محمد مبشر رضا	محمد تنویر احمد

جشن دستارِ حفظ و قرأت

الجامعۃ الرضویہ، بیل بازار، ولی پیر روڈ، کلیان

مکرمی .... سلام و رحمت

ہم طلب علم میں وطن سے دور اور والدین کی شفقت سے مجبور ہوئے، اس سفر علم میں کبھی تلخ لمحوں سے گذرے اور کبھی تند و تیز ہوا کے جھونکوں سے بھی گذرنا پڑا مگر وقت کی یہ آزمائش، عزم و حوصلہ کو متزلزل نہ کرسکی اور سفر علم جاری رہا، اس طویل سفر میں ہم نے جو عمر عزیز کی پونجی لگائی تھی وہ اب بار آور ہونے والی ہے۔ یعنی ۱۳ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۲۰۱۱ء بروز سنیچر، بعد نماز عشاء جب چودھویں رات کی دلہن پوری درخشانی کے ساتھ آسمان پر جلوہ گر ہوگی علماء، حفاظ، مشائخ اپنے مقدس ہاتھوں سے جشن فراغت کی اس بھری بزم میں جبہ و دستار سے دولھا بنائیں گے۔

لہٰذا ان سرور و کیف کی محفل میں آپ کی تشریف آوری، باعث صد گذاری۔

اسمائے فارغین حفظ • محمد تحمید عالم • محمد دانش رضا • محمد نور الحسن • محمد اکرم رضا • محمد ابرار احمد • حسیب الرحمٰن • محمد افسر رضا • محمد صدام حسین • محمد شاہنواز • محمد رحمت علی شاہنواز سری • محمد نعمان رضا

اسمائے فارغین قرأت: • محمد سلمان رضا • محمد شمشاد احمد • محمد عبد القادر • محمد نفیس احمد • غلام حسنین • محمد ابو صالح • محمد غلام جابر • محمد افتخار عالم • محمد ریاض عالم

الجامعۃ الرضویہ
رضا نگر بیل بازار ولی پیر روڈ کلیان تھانے مہاراشٹر

محمد نعمان رضا ابن محمد امجد علی
ساکن ۔ گھوڑ تھمبہ، پوسٹ ارکھا نگور، تھانہ راج دھنوار
ضلع گریڈیہہ، (جھارکھنڈ)